QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

بین الاقوامی قانون میں توہینِ رسالت کی حیثیت: ایک تحقیقی مطالعہ

"THE LEGAL STATUS OF BLASPHEMY AGAINST THE PROPHET UNDER INTERNATIONAL LAW: A RESEARCH-BASED STUDY"

Muhammad Farooq Iqbal
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Email:frqiqb@gamil.com
Dr. Yasir Farooq
Lecturer, Department of Islamic Studies,
Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan.
Email: yfarooq@gudgk.edu.pk

Abstract
This research paper examines the legal status of blasphemy against the Prophet Muhammad (peace be upon him) within the framework of international law. The issue of blasphemy, particularly when directed toward sacred religious figures, remains highly sensitive in the Muslim world and often causes widespread unrest. While Islamic legal traditions prescribe severe penalties for blasphemy, international legal frameworks—particularly those based on Western liberal ideals—tend to prioritize freedom of expression and individual rights, often at the cost of religious sensitivities. The study explores key international legal instruments such as the Universal Declaration of Human Rights (UDHR), the International Covenant on Civil and Political Rights (ICCPR), and the Rabat Plan of Action. It critically analyzes their limitations in addressing religious defamation and hate speech, especially blasphemy against the Prophet. The paper also compares national laws from various countries—both Islamic and secular—highlighting the stark differences in legal treatment of blasphemy and its implications for global legal coherence. Through a comparative legal approach, this research underscores the gap between Muslim-majority countries' expectations regarding the sanctity of religious figures and the international legal order's reluctance to criminalize such offenses. The paper further investigates whether blasphemy laws are compatible with international human rights law or represent a necessary exception to safeguard religious harmony and prevent communal violence. The study concludes that while the current international legal regime provides limited protection against blasphemy, particularly of the Prophet Muhammad (PBUH), there is a need for broader dialogue and perhaps the development of internationally acceptable legal norms that balance freedom of expression with respect for religious sanctities. This research calls for Islamic countries to take a proactive role in advocating for more inclusive international legal standards that protect the dignity of religious beliefs without suppressing fundamental rights.
Keyword: *Blasphemy Laws, International Law, Freedom of Expression, Religious Offences, Human Rights, Prophet Muhammad, Comparative Legal Study, Islamic Law, Secular Legal Systems, Defamation of Religion*

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

تعارف موضوع:

توہینِ رسالت ایک نہایت حساس اور سنگین مسئلہ ہے جو نہ صرف اسلامی ممالک بلکہ عالمی سطح پر بھی مختلف قانونی، اخلاقی، اور سماجی مباحث کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مسلمانوں کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کی عزت و حرمت ایک بنیادی عقیدہ ہے، اور اس عقیدے کی پامالی کو ناقابلِ برداشت جرم تصور کیا جاتا ہے۔ تاہم بین الاقوامی قانون، خصوصاً انسانی حقوق کے عالمی منشور، آزادیِ اظہار اور مذہبی آزادی جیسے اصولوں پر مبنی ہے، جس کی وجہ سے توہینِ رسالت جیسے موضوع پر ایک عالمی قانونی ہم آہنگی کا فقدان نظر آتا ہے۔

یہ تحقیقی مطالعہ بین الاقوامی قانون میں توہینِ رسالت کی قانونی حیثیت کا جائزہ لیتا ہے۔ اس میں ان سوالات پر غور کیا گیا ہے کہ: کیا بین الاقوامی قوانین ایسے اقوال یا افعال کی ممانعت کرتے ہیں جو پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین پر مبنی ہوں؟ کیا اقوام متحدہ یا دیگر بین الاقوامی ادارے اس مسئلے پر کوئی واضح مؤقف رکھتے ہیں؟ مختلف ممالک — خواہ وہ اسلامی ہوں یا سیکولر — توہینِ رسالت سے متعلق کیسے قوانین رکھتے ہیں، اور وہ بین الاقوامی قوانین سے کس حد تک ہم آہنگ ہیں؟

تحقیق میں تقابلی قانونی طریقہ استعمال کیا گیا ہے تاکہ مختلف ریاستوں کے قوانین کا موازنہ کیا جا سکے، اور یہ جانا جا سکے کہ کیا کسی عالمی قانون کی تشکیل ممکن ہے جو توہینِ رسالت جیسے نازک مسئلے پر یکساں موقف اختیار کرے، یا یہ محض قومی قوانین کی حد تک محدود رہے گا۔

یہ مطالعہ اس اہم پہلو کو بھی اجاگر کرتا ہے کہ آزادیِ اظہار کے نام پر مذہبی جذبات کو مجروح کرنا کہاں تک قابلِ قبول ہے، اور کیا اس پر کسی قسم کی بین الاقوامی پابندی عائد کی جا سکتی ہے۔

مشرقی ممالک میں توہین "بلاسفیمی" کا قانون اور سزائیں:

غیر مسلم ممالک کے حوالے سے مسلمانوں خاص کر پاکستان میں ایک خاص تصور مغربی اور مشرقی ممالک کا پایا جاتا ہے۔ جس کی رو سے مشرقی اور مغربی طرز لباس، رہائش، رہن سہن الغرج جملہ طور طریقے جدا جدا ہیں۔

عبادات کے لحاظ سے بھی مشرقی و مغربی روایات جداگانہ روایات رکھتی ہیں۔ مذہبی جداگانہ روایات کے پیش نظر ان کے ہاں مذہبی مقدس ہستیوں، عبادت گاہوں یا مقدس مقامات کی توہین کے الگ الگ پیمانے ہیں۔ ایک بات طے ہے کہ مشرقی ممالک میں مذہب سے زیادہ لگاؤ کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ حتی کہ مشرقی عیسائی، مغربی عیسائیوں سے زیادہ مذہب پر کاربند ہیں۔ جب کہ مغربی مسیحی مشرقی عیسائیوں کو بائبل پر اچھے طریقے سے عمل پیرا ہونے کی وجہ سے گذرے اور پتھر کے زمانے کے لوگ تصور کرتے ہیں۔ پاکستان کے پڑوس میں ہندوستان ملک واقع ہے، جہاں پر مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ جب کہ خود ہندو بت پرست لوگ ہیں۔ تو ان کے ہاں توہین کا تصور کیا ہو گا اور اس پر سزا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں ایک خاکہ پیش کیا جاتا ہے۔

الہامی و غیر الہامی مذاہب کی اگر بات کی جائے تو مذہبی لحاظ سے جو ہستی یا جو کوئی بھی ذی روح و غیر ذی روح جس مذہب میں جتنا معتبر ہے، اتنی اس کی توہین پر سزا مقرر ہے۔ یہاں تک کہ ہندو جو کہ بت پرستی کرتے ہیں ان کے ہاں بھی ان کے مذہبی پیشواؤں اور مقدسات کی توہین پر سزائیں مقرر ہیں۔ مثلاً ہندوؤں کی بنیادی مقدس کتابیں ویدیں کہلاتی ہیں۔ اگر کوئی ان ویدوں کی توہین اور تحقیر کرے تو وہ کافر ہو گا۔ یعنی بے قدری کرنے والا ناستک ہے۔[1]

اسی طرح ہندو مذہب کے مطابق نہ صرف یہ کہ ویدوں کی توہین کرنے والا کافر ہے بلکہ ویدوں کے خلاف لکھی جانے والی کتابوں کو ماننے والا بھی

[1] ستیارتھ پرکاش از رشی دیانند مترجم جمپوپتی اے اے پرکاش ص 297، مہاشہ کرش آریہ پرتی مدھی سبھا پنجاب، لاہور، تیرھواں ایڈیشن، سوامی دیانند اور ان کی تعلیم، از خواجہ غلام الحسنین، پانی پتی ص: 213 اور ٹینٹل لائبریری پانی پت

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

کافر ہو گا۔[1]

اب جب کہ ویدوں کو نہ ماننے والے کو کافر قرار دیا گیا تو سزا کے طور پر لکھا گیا ہے کہ ایسے لوگوں تباہ کر دیا جائے، برباد کر دیا جائے اور جلاوطن کر دیا جائے۔ ستیار تھ پر کاش میں لکھا ہے کہ جو شخص وید اور علمائے حق شعار کی تصنیف بمطابق "وید" کی توہین کرے سے قوم کے برگزیدہ حضرات اپنے حلقے سے خارج کریں۔[2]

اسی طرح ویدک کے مخالفین کو آگ میں جلانے کا حکم دیا گیا ہے۔[3] ایک دوسری وید کے مخالفین کو اس وقت تک سزا دینے کا حکم ہے جب تک وہ تا تو ختم نہ ہو یا پھر ہندوؤں کے زیر دست نہ ہوں۔[4]

ہندوؤں کی بنیادی تعلیمات میں شودر کے لئے وید سننا منع ہے اگر شودر وید کی عبارت سنے تو اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈال دیا جائے گا۔ اگر وید کی عبارت پڑھ لے تو اس کی زبان کاٹ دی جائے گی اور اگر وید کی عبارت کو یاد کر لے تو اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے جائیں گے۔[5]

ہندو مذہب چونکہ ذات پات کی تقسیم پر یقین رکھتا ہے اس لئے ہندو معاشرے میں کچھ ہستیاں ان کے ہاں انتہائی مقدس تصور کئے جاتے ہیں ان میں سے بحیثیت قوم برہمن بھی ہے۔ جو کہ سب سے اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں اور اسے مذہبی اجارہ داری حاصل ہے۔ اس طرح شودر سب سے کم درجے کا طبقہ ہے۔ اب اگر کوئی شودر یعنی نچلے درجے کا آدمی کسی برہمن یعنی بڑے درجے کے آدمی کے خلاف بات کرے تو سزا کے طور پر اس کی زبان کاٹ دی جائے۔[6]

اس طرح منو سمرتی کے قانون میں ہے کہ اگر کوئی شودر کسی برہمن پر غرور سے تھوک دے، تو راجہ اس کے دونوں ہونٹ کٹوادے۔ اگر وہ اس پر پیشاب کرے تو اس کی شرمگاہ کو کاٹ دے۔ اگر ادنی درجے کا آدمی کسی اعلیٰ درجے کے برابر بیٹھ جائے تو اس کے پچھلے حصے پر نشان لگا کر جلاوطن کر دے۔ اگر شودر غرور کے ساتھ برہمن کو ہدایت جاری کرے تو راجہ اس کے منہ اور کان میں جلتا ہوا تیل ڈالنے کا حکم جاری کرے۔[7]

چین جیسے کیمونسٹ، دین بیزار اور خدا کے وجود سے انکاری ملک میں بھی مذہبی پیشواؤں کی توہین پر سزائیں مقرر ہیں۔ چین کے فوجداری قانون کے مطابق اگر کوئی مہاتمابدھ کے مجسمے کی توہین کرے تو اس پر سزائے موت دی جائے گی۔ چین میں وانگ ہونگ نامی شخص نے ایک مرتبہ ماضی قریب میں اپنے ساتھی کی مدد سے ایک مندر سے مہاتمابدھ کا سر کاٹ دیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ گرفتاری پر جب اس پر جرم ثابت ہو گیا تو اس شخص کو سزائے موت سنائی گئی۔[8]

مغربی ممالک میں قانون توہین رسالت:

مغربی ممالک میں یہ قانون Blasphemy کے نام سے مروج رہا ہے اور اس سے مراد اللہ تعالی اور اس کے اختیارات، قدرت، روح القدوس، حضرت عیسیٰ

---

[1] سوامی دیانند اور ان کی تعلیم از خواجہ غلام حسین پانی پتی ص:213
[2] ستیار تھ پر کاش از رشی دیانند ص:250
[3] سوامی دیانند اور اس کی تعلیم: ص217
[4] ایضاً
[5] Kursheed warsi, the hidden enemies of India: the devils indisguies, warsi publications 1124, PIB colony Karachi 1994
[6] ایضا
[7] موسمرتی:8:282
[8] بحوالہ روزنامہ جنگ:1990-04-06

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

مسیح، تثلیث، آخرت، یوم الحساب، تورات انجیل، مقدس حواریوں اور نبی بزرگوں یا مسیحیت کی تعلیمات و شعائر کی تضحیک و تحقیر ہے۔ فصل ہذا میں مغربی ممالک میں قانون توہین رسالت کا اجمالی جائزہ لیا جائے گا۔ چونکہ کچھ یورپی ممالک میں یہ قانون نافذ العمل نہیں اور کچھ میں صرف نام کا رائج ہے۔ مغربی ممالک میں قانون توہین رسالت کس انداز میں نافذ ہے؟ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

برطانیہ میں قانون توہین رسالت:

مسیحیت کی مذہبی روایات میں "بلاس فیمی" عقائد اور مقدس اقدار کے خلاف جرم کے لئے بولا جاتا ہے۔ بالسبری لاز آف انگلینڈ میں لکھا ہے:

> Blasphemy is an indictable offence at common law consisting in the publication of words attacking ith Christian religion or the bible as violent, scurrilous or ribald as to pass the limit of clement controversy and tend to lead to a breach of peace. It is immaterial whether the words are spoken or written, if written the constitute a blasphemous libel. [1]

> "بلاسفیمی ایک ایسا جرم ہے جو کسی ایسی شائع شدہ تحریر پر مشتمل ہو جس میں مسیحی مذہب یا بائبل کے بارے میں اس انداز سے سخت الفاظ، گندی گالیاں اور فحش زبان استعمال کی گئی ہو کہ بحث و اختلاف کے مذہبی طریقوں کی حدود پھلانگ دی جائیں اور اس سے نقص امن کا اندیشہ پیدا ہو جائے یہ بات غیر ضروری ہے کہ مسیحی مذہب اور بائبل کے بارے میں فحش الفاظ زبانی کہے جائیں یا لکھ کر دئے جائیں۔ اگر یہ لکھے ہوں تو یہ تحریر توہین آمیز ہو گی"

بلیک سٹون (Black stone) نے بلاس فیمی کی تعریف اس طرح کی ہے:

> Denying the being or providence of God, contumelious reproaches of our serious Christ profane scoffing at the Holly scripture, or exposing it to contempt and ridicule.[2]

> "خدا کی خدائی یا اس کے وجود کا انکار کرنا، ہمارے نجات دہندہ یسوع مسیح کے بارے میں توہین آمیز، شرمناک بات کہنا، مقدس بائبل کا تمسخر اڑانا اور اس کی بے حرمتی کرنا یا اسے توہین اور تمسخر کے انداز میں پیش کرنا"

اس کے علاوہ مغرب میں تثلیث (جس کو The Holy Trinity سے تعبیر کرتے ہیں) کے عقیدے کا انکار بھی بلاس فیمی کے مفہوم میں شامل ہے۔[3]

بالسبری آف انگلینڈ کے مطابق برطانیہ میں صرف عیسائی مذہب کی توہین ہی جرم تصور ہو گی۔ جیسا کہ 1838ء میں پیش آمدہ ایک مقدمہ میں عدالت نے قرار دیا کہ مسیحیت کے سوا دوسرے مذہب پر حملہ توہین مذہب شمار نہیں ہو گا۔ بلکہ موجودہ مقدمے میں تو یہاں تک قرار دیا گیا کہ توہین صرف انجلیکل فرقہ کی توہین پر ہی جرم قرار دی جائے گی یعنی مسیحیت کے اندر بھی ایک مخصوص فرقہ کی توہین ہی توہین شمار ہو گی جو کہ شاید ان کے ہاں کوئی خاص معتبر فرقہ ہی ہے۔[4] اس تعریف و تشریح سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کے ہاں ان کا دین معتبر ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

" إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الإِسْلَامُ"

"یعنی آپ ﷺ کے بعثت کے بعد اللہ کے ہاں مقبول دین صرف "دین اسلام" ہے"

جو کہ خاتم الانبیاء علیہم السلام لے کر آئے ہیں اور اس دین میں تمام سابقہ ادیان کا خلاصہ موجود ہے۔ اس بیان کو دیکھتے ہوئے مسلمان بھی کہہ سکتے ہیں کہ

[1] Halsbury's laws of England, Butterwords London, 1975, 4th ed. Vol.II, page576
[2] The everyman encyclopedia, edited by Andrew boyel, London: published by J.M. Dent. And sons Ltd
[3] ایضاً
[4] Halsbury's laws of England, Butterwords London, 1975, 4th ed. Vol.II, page577

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

صرف اسلام کی توہین ہی بلاس فیمی شمار ہو گی، چونہ ہم باقی ادیان کے پیروکار نہیں لہذا باقی ادیان سے ہمارا کوئی لینا دینا نہیں۔ لیکن قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

" لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ"

"یعنی عزت وتوقیر واحترام میں ہمارے لئے تمام انبیاء برابر ہیں"

لہذا ہم پر سب کی تعظیم واجب ہے اور جو کوئی کسی بھی پیغمبر کی توہین کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج تصور ہو گا۔[1]

بالسبری آف انگلینڈ کے اس مذکورہ بالا قانون کے خلاف اس وقت انگلینڈ میں احتجاج بھی ہوا کہ یہ قانون تمام بانیان مذاہب کی توہین تک بڑھایا جائے۔ جس میں سر فہرست حضرت مسیح اور حضرت محمد ﷺ ہیں اور اس قانون کو مؤثر بھی بنایا جائے۔

یورپ میں تحفظ مذہب سے متعلق روز اول سے قوانین موجود ہیں۔ رومن ایمپائر میں جسٹینین اول کے دور حکومت (527ء تا 556ء) میں توہین مذہب کے مجرم کو سزائے موت دی جاتی تھی۔[2] 1553ء میں ملکہ الزبتھ کے عہد میں سب سے پہلے پروٹسٹنٹ کلیسائی قانون میں توہین مذہب سے متعلق ایک دفعہ شامل کیا۔ اس ملکہ کے دور حکومت میں پانچ سے چھ افراد مسیحیت اور یسوع مسیح کے بارے میں کفریہ عقائد رکھنے کی بنیاد پر زندہ جلا دیا گیا۔[3]

سولھویں صدی میں ایک پادری فرنک ڈیوڈ (جو ٹرانسلوینیا شہر کے یونیٹرین چرچ کا سربراہ تھا) کو 1579ء اس بنیاد پر عمر قید کی سزا سنادی گئی کہ وہ یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ مسیحیوں کو یسوع کی عبادت نہیں کرنی چاہیے۔[4]

یورپ آج کل سائنس کا آماجگاہ بنا ہوا ہے لیکن اسی یورپ میں آج کے ثابت شدہ سائنسی نظریات پر کئی نامور سائنس دانوں کو مذہبی عقائد کے برخلاف رائے پیش کرنے پر سخت سزائیں دی گئیں۔ مثلاً فزکس کے سائنس دان "برونو" کو 1600ء میں اس وجہ سے زندہ جلا دیا گیا کہ وہ مذہبی عقائد کے برخلاف اس زمینی دنیا کے علاوہ دوسری دنیاؤں کا قائل تھا۔[5] مشہور فزیکل سائنس دان گیلیلو کو بھی مسیحی عقائد سے اختلاف کرنے کے جرم میں موت کی سزا دی گئی تھی وہ سورج کے گرد زمین گھومنے کے قائل تھے۔[6]

1656ء میں ایک شخص کو خود کو حضرت عیسیٰ قرار دینے کے جرم میں سخت ترین سزائیں دی گئیں۔ یہاں تک کہ اس کے زبان میں سوراخ تک کئے گئے۔[7] اس طرح مسیحی نظریات وعقائد سے اختلاف رکھنے کے جرم میں جان بدل نامی شخص کو جیل میں ڈالا گیا اور وہ جیل ہی میں مر گیا۔[8]

1676ء میں برطانوی عدالتوں کے اختیارات کو وسعت مل گئی اور مذہبی مقدمات کو سننے اور فیصلہ کرنے کا اختیار بھی چرچ یا دینی عدالتوں سے

[1] اسی تاویل کو بنیاد بنا کر سلمان رشدی کی کتاب "Satanic verses" جب برطانیہ میں شائع ہوئی تو اس کے خلاف لندن میں اس کتاب کے طابع وناشر پینگوئین اور وائٹنگ کے خلاف دی گئی درخواست اس بنیاد پر خارج کر دی گئی کہ برطانیہ میں انجلیکن چرچ کو تحفظ حاصل ہے اور برطانوی قانون کا اطلاق صرف مسیحی مذہب کی بے حرمتی ہوتا ہے۔ (روزنامہ جسارت-17-03-1989) اس فیصلے کو برطانوی مسلمانوں نے لندن ہائی کورٹ میں چیلنج کیا تھا لیکن برطانوی ہائی کورٹ نے بھی اس بنیاد پر اپیل مسترد کر دی کہ بلاس فیمی قانون کا اطلاق صرف مسیحیت پر ہوتا ہے۔ (روزنامہ ڈیلی مسلم:10-04-1990)

[2] the encyclopedia of America, Grolier incorporated 1987, international edition Vol:II, page: 276

[3] The encyclopedia of religion, Vol: 2 page: 163

[4] the encyclopedia of religion V:2 page:241

[5] ایضا:241

[6] انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر، ابوالحسن علی ندوی، مکتبہ اسلامیات، کراچی، ص:265

[7] the encyclopedia of religion V:2 page:41, encyclopedia of religion and ethics, Charles scribner,s sons new york V:2 page:671

[8] ibid

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

سول عدالتوں کی طرف منتقل ہو گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ دین مسیح ملکی قانون کا حصہ ہے اور ریاست پر لازم ہے کہ وہ حکومت اور مذہب کو تباہ ہونے سے بچائے۔[1]

گویا برطانیہ بھی کسی وقت ایک مذہبی ریاست تھی یا شاید ابھی تک ہے جس میں عدالت نے قرار دیا کہ مسیحیت ملکی نظام اور قانون کا حصہ ہے۔ یہ بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچ گئی کہ 1729ء میں کورٹ آف ایکس چیکر نے فیصلہ سنادیا کہ یسوع مسیح کے کردار، یسوع مسیح کی تعلیمات اور بائبل کے خلاف بات کرنا اور ان پر تنقید کرنا جرم ہے۔[2]

1812ء میں لندن میں ایک کتب فروش کو اس بات پر اٹھارہ ماہ قید کی سزا سنائی گئی کہ اس نے بائبل کی کہانیوں پر کی گئی تنقید کو شائع کیا۔ مذکورہ فیصلہ میں لکھا گیا کہ:

> "the Christian religion is the law of land, and must be protected as the law[3]"

"مسیحی مذہب ملکی قانون ہے اور ملکی قانون کی طرح اس کا تحفظ بھی ضروری ہے"

برطانوی بادشاہ ولیم سوئم کے زمانہ میں ایک ایسا قانون منظور ہوا کہ مسیحیت کے بنیادی عقائد اور اصولوں سے اختلاف کرے، مسیحیت کو سچا دین نہ مانے، نئے اور قدیم عہد ناموں کو سچا تسلیم نہ کرے، خدا کی توہین کرے اور اگر ریاست کے امن کے کو تباہ کرے تو وہ قانونی مجرم تصور ہو گا۔ اب اگر کوئی شخص پہلی دفعہ ایسے جرم کا ارتکاب کرے تو اسے عہدہ یا ملازمت سے محروم کیا جائے گا۔ دوسری مرتبہ مذکورہ جرائم میں سے کسی جرم کے ارتکاب پر تو وہ عدالت میں اپنے دفاع وصفائی سے محروم ہو جائے گا اور تین سال قید کی سزا بھی ہو گی۔ اس قانون کا نام an act for the more effectual suppression of blasphemy and profaneness رکھا گیا۔[4]

1883 میں انگلینڈ لارڈ چیف جسٹس نے یہ نظریہ دیا کہ پریس کی آزادی مقدم ہے۔ لہٰذا اس کے بعد توہین مذہب و مسیح کے تمام مقدمات میں عدالت کے پیش نظر یہی نظریہ رہا اور اس نام نہاد پریس کی آزادی کے تصور نے توہین کرنے والوں کو کھلی چھٹی دے دی۔ اب مذہب ایک نجی معاملہ ہونے کے ساتھ ساتھ یہ نظریہ مروج ہو چکا ہے کہ مسیحیت کے تحفظ کے یا خدا کی توہین کیلئے قانونی گرفت کی ضرورت ہی نہیں بلکہ خدا خود اپنی عزت کا محافظ ہے۔

انگلینڈ میں 1821ء تا 1834 میں 73 مجرموں کو اس جرم کی سزا دی گئی یہ سب حضرات مسیحیت اور MSIH کی توہین کے مرتکب ہوئے تھے۔[5]

1996ء میں برطانیہ میں ایک فلم دائریکٹر انگرو نے ایک ویڈیو فلم تیار کی جس میں 16 صدی کے عیسائی راہبہ کریسا جو جناب یسوع مسیحی کی بڑی عقیدت مند تھی کو کچھ نازیبا انداز میں متعارف کروایا۔ جس پر یہ فلم نمائش کیلئے روک دی گئی اور مختلف عدالتوں میں کیس چلا اور اس کا حتمی فیصلہ یورپ کے ہیومن رائٹس عدالت نے اپنے آئین کے آرٹیکل 10 کی تشریح کرتے ہوئے ہاؤس آف لارڈز کے فیصلہ کی توثیق کر دی اور انگرو کی اپیل کو رد کر دیا اور مملکت برطانیہ کے حق میں فیصلہ صادر کرتے ہوئے لکھا کہ:

---

[1] ibid
[2] encyclopedia of religion and ethics, Charles scribner,s sons new york V:2 page:671
[3] encyclopedia of religion and ethics, Charles scribner,s sons new york V:2 page:671
[4] twentieth century encyclopedia 1905 page:36
[5] اے ایف پی، ڈان، 19 فروری (2006ء)

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

”توہین مسیح کے قانون کی بدولت حقوق انسانی کا تحفظ بر قرار رہتا ہے“[1]

برطانیہ میں قانون صرف حضرت عیسیٰؑ کی توہین کے خلاف موجود ہے۔ یہ قانون آخری بار 2007ء میں اس وقت حرکت میں آیا جب ایک بنیاد پرست عیسائی گروپ کرسچین نے نجی طور پر BBC کے خلاف مقدمہ کروایا کہ یہ مقدمہ BBC کے ایک پروگرام نشر کرنے پر چلا گیا جس میں عیسائی عقیدے کے خلاف مواد موجود تھا۔ بی بی سی کے خلاف مقدمہ ویسٹ منسٹر کے مجسٹریٹ نے خارج کر دیا۔ کرسچین وائس نے مجسٹریٹ کے فیصلے کے خلاف عدالت عالیہ میں اپیل بھی کی ہائی کورٹ نے بھی اپیل خارج کر دی۔ ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ توہین رسالت کا قانون کا اطلاق تھیٹر ایکٹ 1928ء کے تحت نہیں ہوتا۔[2]

توہین رسالت کے قانون کے تحت آخری سزا وائٹ ہاؤس بنام لیمن 1977ء میں وی ڈینیس لیمن ایک اخبار کا ایڈیٹر تھا اس کے اخبار نے ایک متنازع نظم شائع کی تھی اس نظم میں حضرت عیسیٰؑ کے خلاف توہین آمیز الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ اس جرم میں لیمن کو 500 پونڈ جرمانہ اور 9 ماہ کی معطل سزا دی گئی اس کے بعد 2002ء میں یہ نظم دانستہ طور پر مقامی اخبار میں شائع کی گئی۔ اس دفعہ پھر سبٹ مارٹن ان دی فیلڈ چرچ نے مقدمہ کی پیروی کی مگر مجرم کو سزا دلانے میں ناکام رہا۔ اسی طرح 9 دسمبر 1961ء کو برطانیہ میں جان ولیم گوٹ توہین کا مرتکب پایا گیا اور اس کو 09 ماہ کی سزا دی گئی۔ اس نے عیسائی عقائد کے خلاف 02 پمفلٹ شائع کئے تھے جس میں حضرت عیسیٰؑ کی شان میں توہین کی گئی تھی۔ یہ اس سے قبل ہے کہ سکاٹ لینڈ کے ہی ایک شخص کو پھانسی کی سزا دی گئی۔ 05 مارچ 2008ء کو criminal justice and immigration میں ترمیم کی گئی اور انگلینڈ اور رومینز کامن لاء میں توہین رسالت کو ختم کر دیا گیا۔ اس کے بعد جوں جوں مغربی ممالک میں لادینی عناصر کا حکومت پر غلبہ بڑھتا گیا دیگر قوانین کے ساتھ ساتھ اس قانون کو بھی تبدیل کیا جاتا رہا۔ پہلے اس جرم کیلئے سزائے موت ختم کر کے عمر قید یا دیگر سخت سزائیں مقرر کیں اور اس کے بعد ان سزاؤں میں مزید تخفیف کی گئی۔

گویا درجہ بدرجہ برطانیہ میں توہین رسالت یا توہین خدا کی سزاؤں پر سختی کو کم کیا گیا اور موت کی سزا کو تین سال تک لایا گیا۔ یہ اس بات کی نشانی کہ اب ریاست مذہب پر غالب آرہی ہے اور معاشرے پر چرچ کی گرفت کمزور ہو رہی ہے۔ جب عدالت نے دیکھا کہ اب چرچ کمزور ہے تو انہوں نے 1883ء میں یہ فیصلہ سنا دیا کہ آزادی اظہار رائے ہر قسم کی قانونی کاروائی سے مبرا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی میسیحت کے بنیادی عقائد پر تنقید بھی کرے وہ بھی قانونی گرفت سے بالاتر ہے۔[3]

مذکورہ فیصلے کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب میں اس فیصلے کو ایک نظیر اور مثال بنا کر پیش کیا گیا اور اس کی خوب تشہیر ہوئی جس کے نتیجے میں مغرب میں مذہب سے زیادہ پریس اور رائے کو تحفظ حاصل ہوا اور اگر توہین مذہب یا توہین رسول و خدا پر کسی کو سزا سنائی گئی تو وہ بہت معمولی ہوتی تھی۔ مثلاً 1911ء میں ہیری بٹلر نامی شخص کو محض تین مہینے قید کی سزا سنائی گئی لیکن اس سزا کی بنیاد توہین نہیں تھی بلکہ پولیس کے رپورٹ کے مطابق مذکورہ شخص کے اس اقدام سے نقص امن کو خطرہ پیدا ہوا تھا۔[4]

1912ء میں دو افراد کو تین اور چار ماہ قید کی سزا سنائی گئی لیکن وہ توہین مذہب کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے اس انداز کی وجہ سنائی گئی جس انداز سے معاشرے میں نقص امن کا خطرہ پیدا ہو سکتا تھا۔ یعنی اگر وہ مذہب یا خداؤں و رسولوں کی توہین اس انداز سے کرتے جس سے امن کو خطرہ محسوس نہ ہوتا تو یہ توہین برطانوی قانون میں جرم نہیں۔[5]

---

[1] ہفت روزہ الاھرام، ص:23، 12 فروری 2006ء

[2] انٹرویو، ڈیل ٹائمز، 14 فروری (2006ء)

[3] Halsbury,s Laws of England. V.1, page 576

[4] The everyman encyclopedia V.1, page 407

[5] Ibid

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

امریکہ میں قانون:

گو کہ امریکہ اور مغرب کو قانون توہین رسالت پر اعتراضات ہیں لیکن کبھی ان کے ہاں بھی توہین مذہب اور توہین مسیح پر سزائے موت مقرر تھی لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ امریکہ میں بھی برطانیہ کی طرح صرف مسیحی مذہب اور اس کے لوازمات کو استثناء اور تحفظ حاصل ہے، دیگر ادیان کو کوئی قانون تحفظ حاصل نہیں۔

1611ء میں امریکی ریاست ورجینیا میں یسوع مسیح اور تثلیث کے عقیدے کی توہین پر سزائے موت مقرر تھی۔ جب کہ 1811ء میں نیو یارک میں ایک مقدمہ میں قرار دیا گیا کہ امریکہ میں صرف مسیحیت کو تحفظ حاصل ہو گا۔[1]

بعد میں برطانیہ کی طرح امریکہ میں بھی 1825ء میں ایک عدالتی فیصلے میں قرار دیا گیا کہ مسیحیت ملکی قانون کا حصہ نہیں ہے اور مذہب یا لادینیت دونوں ہی حکومت کے دائرہ کار سے تعلق نہیں رکھتے۔[2]

اسی حکومتی تساہل اور نرم سزاؤں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے امریکہ میں مختلف مواقع پر مذہب اور مسیحی عقائد کی بھرپور توہین کی گئی مثلاً 1988ء میں "The last temptation of Christ" نامی فلم امریکی میں پیش کی گئی جس میں حضرت عیسیٰؑ اور مریم مگدلینی کے جنسی مراسم اور عریاں مناظر پیش کئے گئے اور ساتھ ساتھ یہ بھی دکھایا گیا کہ حضرت عیسیٰؑ سولی پر نہیں چڑھے تھے بلکہ انہوں نے شادی کی اور ایک بھرپور زندگی گزاری۔ امریکی عوام کو تو شاید عریاں مناظر اور جنسی تعلقات والے مناظر کے ساتھ کوئی سروکار نہ ہو لیکن سولی والے واقعہ ان کے مذہبی جذبات بھڑکانے کے لئے کافی تھا جس کی وجہ امریکہ میں سخت احتجاج ہوا اور جن سینماؤں میں یہ فلم پیش کی گئی تھی ان کا گھیراؤ بھی کیا گیا۔[3]

اسی طرح ایک امریکی گلوکارہ میڈونا پر ایک گانا فلمایا گیا جس میں چرچ اور صلیب (جو کہ عیسائیوں کے مذہبی شعار ہیں) کی توہین کی گئی۔ اس پر عوام نے میڈونا کے خلاف احتجاج کیا اور جس کمپنی نے میڈونا کو اشتہارات میں سپانسر کیا تھا انہوں نے عوامی دباؤ کے تحت اپنے اشتہارات سے میڈونا کو نکال دیا۔[4]

اسی طرح 1993ء میں ایک شخص امریکی کی ریاست ٹیکساس میں ایک شخص نے خود کو یسوع مسیح ہونے کا دعوی کر دیا۔[5] ایک اور نبوت کے واقعہ میں مدعین کے خلاف قانونی کاروائی کی گئی اور کاروائی کے دوران چار سرکاری اہلکاروں سمیت چھ افراد مارے گئے۔[6]

یہ واقعات تو مسیحیت کی توہین اور مسیحی مذہب کے خلاف تھے۔ اگر امریکہ ان واقعات سے کوئی سبق سیکھتا تو اس معاشرے میں مذہبی رواداری وہم آہنگی برقرار رہتی، لیکن توہین کے ان واقعات کی خاموشی سے حمایت کا یہ اثر ہوا کہ بالآخر 2011ء میں ایک امریکی پادری میری جونز نے امریکی ریاست فلوریڈا میں قرآن پاک کو جلانے کی ناپاک اور مذموم حرکت کی جس کے خلاف دنیا بھر میں احتجاج کیا گیا۔ پاکستان میں تعینات امریکی سفیر کیمرون منٹر نے قرار دیا کہ مذکورہ حرکت کسی طرح امریکی معاشرے کے جذبات کی عکاسی نہیں کرتا۔ ہم مذہبی عدم رواداری کو مسترد کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں؛ ماساچوسٹ مشی گن، اوکلوہاما، ساوتھ کیرولینا، ویومنگ اور پینسلوینیا میں توہین رسالت کی سزا کا حوالہ ملتا ہے۔ کچھ ریاستوں میں ابتدائی دور کا قانون بھی کتابوں میں

[1] the encyclopedia of religion V. 2 page 242
[2] Ibid
[3] المذاہب، رانا محمد اسلم، ملک پارک، شاہدرہ، لاہور، شمارہ، اگست 1993، ص:16۔ Daily "The Muslim" Islamabad 16-02-1990
[4] مشاہدات و تاثرات کوثر نیازی روزنامہ جنگ لاہور، 11-09-1990
[5] روزنامہ نوائے وقت لاہور-10-03-1993
[6] ایضاً 23-03-2011

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

موجود ہے۔ مثال کے طور پر ماساچوٹ کے کنزل لاء کے 272 کی صورت میں آج بھی توہین رسالت کا قانون موجود ہے۔ سیکشن 36 کے تحت خدا تعالیٰ کی ذات پر بہتان یا الزام لگانا اور گالی گلوچ کرنا حضرت عیسیٰؑ پر الزام تراشی، ان کی کتابوں کو برا بھلا کہنا قانونی جرم ہے، اور اس کی زیادہ سے زیادہ سزا ایک سال اور زیادہ سے زیادہ جرمانہ 300 ڈالر ہے۔ میری لینڈ ریاست میں 1930ء میں ترمیمی ایکٹ کے تحت ایسی کئی قانون کے اجرا کی ممانعت ہے جس میں کوئی شخص تحریری یا زبانی ایسے الفاظ کا استعمال نہیں کر سکتا جس میں اللہ تعالیٰ یا حضرت عیسیٰؑ کی توہین کا عنصر نمایا ہو۔ توہین رسالت کے مرتکب شخص کو زیادہ سے زیادہ 100 ڈالر جرمانہ اور ایک سال قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ عدالت کوئی ایک سزا دینے کا مجاز ہو گی۔[1]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ آزادی اظہار کو بہانہ بنا کر یورپی ممالک مسلمانوں کے جذبات سے جو کھیل کھیل رہے ہیں یہ دراصل ان کے اندر کا بغض ہے جو وہ مذہبی نفرت کی صورت میں نکال رہے ہیں ورنہ اسی یورپی یونین نے 3 ستمبر 1953ء کو ایک کنونشن پاس کیا تھا جس کا نام انہوں نے "یورپی کنونشن برائے تحفظ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیاں" رکھا تھا۔ یہ قانون پورے یورپ میں نافذ ہے اس میں مختلف دفعات وشقات ہیں۔ دفعہ 10 میں قرار دیا گیا ہے کہ:

> Everyone has the right to freedom of ecpression. This right shall include freedom to hold opionions and to receive and impart information and ideas without interference by public authority and regardless of frontires. This article shall not prevent states from requiring the licensing of broadcasting television or cinema enterprises.
>
> The exercise of this freedoms, since it carries with it duties and reponsibalities, may be subject to such fromalities condtions restrictions or penalties as are prescribed by law and are necessary in a democratic socity in the intersts of national secruty territorial intergrity or public safety for the protection of the reputation or rights of others for preventing the disclosure of information received in confidence or for maintaining the authority and impartiality of the judiciary.[2]

یعنی ہر کسی کو آزادی اظہار کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں رائے کی آزادی کا حق اور معلومات اور خیالات کی بلا روک ٹوک حصول اور فراہمی جغرافیائی حدود سے ماوراشامل ہیں۔ یہ دفعہ ریاستوں پر یہ پابندی عائد نہیں کرتی کہ وہ براڈ کاسٹنگ، ٹی وی یا سینما جیسے تجارتی اداروں سے لائسنس کے حصول کی شرائط عائد کر دیں۔

ان آزادیوں کا استعمال چونکہ فرائض اور ذمہ داریوں سے منسلک ہے، لہٰذا ان آزادیوں کے استعمال پر قانون کے مطابق ایسی شرائط، ضوابط، قدغن یا سزائیں عائد کی جا سکتی ہیں جو جمہوری معاشرے قومی سلامتی کے مفاد، یک جہتی اور حفاظت عوام کی ضرورت ہوں تا کہ نقص امن جرم کی روک تھام صحت کی حفاظت، اخلاق کی حفاظت، عوام کی ضرورت، شہرت کے حفاظت، دوسروں کے حقوق کی حفاظت اور خفیہ معلومات اور عدلیہ کے قانونی اختیار کے قیام اور غیر جانب داری سے متعلق ہوں۔

---

[1] ناموس رسالت اعلیٰ عدالتی فیصلہ، جسٹس شوکت صدیقی، مکتبہ منشورات، لاہور ص:184، 183

[2] ایضاً:184

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

توہین رسالت کے حالیہ واقعات کا سلسلہ ڈنمارک سے شروع ہوا، جہاں پر آپ ﷺ کے گستاخانہ خاکے اخبارات میں آزادی اظہار رائے کے نام پر شائع ہوئے۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو ڈنمارک کے قانون میں دفعہ 140 کے تحت دوسروں کے مذہبی جذبات کی توہین بذات خود جرم ہے۔ قانون تعزیرات میں ہے کہ:

"وہ لوگ جو اعلانیہ طور پر کسی بھی ایسے مذہبی گروہ، جسے اس علاقے میں قانونی حیثیت حاصل ہے، اس کے متعلق مذہبی عقائد کا مذاق اڑاتے ہیں یا ان کی توہین کرتے ہیں، تو ان کو جرمانے کی سزا دی جائے گی یا چار ماہ تک قید کی سزا دی جائے گی"[1]

ڈنمارک کے ضابطہ فوجداری کی دفعہ 140 اس طرح ہے۔ جو لوگ کسی مذہب برادری کی عبادت اور مسلمہ عقائد کا کھلا مذاق اڑائیں یا ان کی توہین کریں ان کو جرمانہ یا چار ماہ کی قید کی سزا دی جائے گی۔ اس طرح دفعہ B-622 میں مرقوم ہے:

"کوئی بھی فرد جو کھلے عام یا وسیع تر حلقے میں پھیلانے کی نیت سے کوئی بیان دے یا کوئی اور معاملات پہنچائے جس ذریعے وہ لوگوں کے کسی گروہ کو ان کی نسل، رنگ یا قومی و نسلی، عصبیت، عقیدے یا جنس کی بنیاد پر دھمکی دے یا توہین کرے یا تذلیل کرے وہ جرمانہ، سادہ حراست یا دو سال سے کم قید کی سزا کا مستحق ہوگا۔ ناروے میں بھی اسی قسم کا قانون نافذ ہے"[2]

روم میں قانون:

روم میں ایک شخص کو 1600ء میں توہین شعائر مذہب پر زندہ جلانے کی سزا دی گئی۔ انگلینڈ میں Elizabeth نے چھ یا پانچ اشخاص کو اس بات پر زندہ جلانے کی سزا دی گئی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا ماننے سے انکار کر دیا اور یہ کہا تھا کہ نابالغ بچے کو بپتسمہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ 1612ء میں بھی ایک شخص کو اس جرم میں سزائے موت دی گئی۔ 1676ء میں Taylor نامی شخص نے مذہب کو ایک دھوکا قرار دیا اور حضرت عیسیٰؑ کی شان اقدس میں انتہائی غلط الفاظ کہے، لہذا اس سخت توہین پر اسے قانون کے مطابق سزا سنائی گئی۔[3]

یہ بات نہیں کہ یورپ اور امریکہ کے غیر مسلموں کو پیغمبر اسلام کی عزت و احترام کا علم نہیں بلکہ دراصل وہ جان بوجھ کر اس والہانہ عقیدت سے انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

موجودہ صدی میں یا اس سے قبل 14 سو سال تک مسلمان یورپ، ایشیا اور افریقہ میں جہاں جہاں بھی مسلمان بطور حکمران رہے ہیں یا بحیثیت شہری آباد رہے ہیں، وہاں ان کی رواداری، امن آتشی اور تمام مذاہب کے پیغمبروں اور راہنماؤں کا احترام ان کی صلح جو پالیسی ہی نہیں بلکہ ہر جگہ، ہر مقام اور ہر دور میں اسکا عملی مظاہرہ بھی کرتے رہے ہیں۔ جس کا اعتراف خود عیسائی اور غیر عیسائی مسلم مؤرخین بھی کرتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اپنے پیغمبر کی شان میں کسی قسم کی کوئی گستاخی اور توہین کسی طور پر برداشت نہیں کرسکتے۔ یورپ اور امریکہ کی عیسائی اور سیکولر حکومتیں پروانِ محمد صلی ﷺ کی اس جماعتی شعور سے واقف ہیں۔

فرانس میں قانون:

فرانس میں مسیحی ایمان و یقین اور مقدس ہستیوں کی توہین پر سزائے موت مقرر تھی اور اس کی مختلف صورتیں رائج تھیں کہ ایسے ملزموں کو زندہ جلایا جاتا

[1] ایضاً؛186
[2] Encyclopedia of religion v.2 p.42.6
[3] Encyclopedia of Britannica v.4 p.44

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

ان کا مثلہ کیا جاتا اور انہیں مار مار کر ختم کیا جاتا تھا۔[1]

سکاٹ لینڈ میں قانون:

سکاٹ لینڈ کی پارلیمنٹ میں تقریباً پینتیس سال (1661ء تا 1695ء) تک توہین مذہب یا توہین مسیح پر سزائے موت مقرر تھی۔ اس سلسلے میں ایک طالب علم کو بھی سزائے موت سنائی گئی تھی۔ بعد میں یہ قانون آہستہ آہستہ نرم ہونے لگا۔ بعد میں مجرموں کو صرف قید اور جرمانے کی سزائیں سنائی جاتی تھی۔ اگر دوسری مرتبہ اس جرم کا ارتکاب کرتے تو مذکورہ بالا سزاؤں کے ساتھ کوڑوں کی سزا بھی سنائی جاتی۔ لیکن بعد میں کوڑوں کی سزا بھی ختم کی گئی اور صرف جرمانہ اور قید کو باقی رکھا گیا۔[2] مغربی تہذیب کی بنیاد سیکو الرزم پر ہے اور مسلم معاشرہ مذہبی اقدار پر ایمان رکھتا ہے۔ سیکولر ازم میں مذہب اور مذہبی شخصیات کا مذاق ایک معمول ہے جبکہ مسلمان اس کے عادی نہیں اور اس وجہ سے تصادم کی کیفیت پیدا ہوئی ہے۔ یہ دورویوں Attitudes کا معاملہ ہے۔ سوسائٹی کے بارے میں تصورات کا اختلاف ہے اور دعویٰ ہے کہ سیکو الرزم میں ایسا ہوتا ہے، ہوتا رہے گا۔ اور اگر مسلمانوں کو سیکولر معاشرے میں رہنا ہے تو اس کو گوارا کرنا ہو گا۔

جرمنی اور توہین مذہب و توہین مسیح:

جرمنی کے قوانین میں بلاس فیمی کے مجرم کو ایک سے تین دن تک قید کی سزا سنائی جاتی ہے لیکن اس مجرم کو یہ سزا سنائی جاتی ہے جس نے اس جرم کا ارتکاب سر عام اعلانیہ طور پر کیا ہو اور اس کا انداز فحش اور بے ہودہ ہو۔[3] اس کے علاوہ جرمنی کے قانون تعزیرات کی دفعہ 166 میں یہ بات جرم کے زمرے میں آتی ہے کہ:

> "جو کوئی بھی اعلانیہ یا تحریری نشر و اشاعت کے ذریعے (سیکشن 11، ذیلی شق 3) دوسروں کے مذہبی عقائد یا کسی فلسفہ حیات سے متعلق عقیدے کے مندرجات کا اس انداز سے توہین کرتا ہے جس سے امن عامہ متاثر ہوتا ہو تو اسے سزائے قید دی جائے گی جو تین سال سے زیادہ نہیں ہو گی یا اس پر جرمانہ عائد کیا جائے گا"

جو کوئی بھی اعلانیہ یا تحریری نشر و اشاعت کے ذریعے (سیکشن 11، ذیلی شق 3) کسی گرجا گھر یا دوسری مذہبی انجمن یا تنظیم جو کسی ایسے فلسفہ حیات کے لئے وقف ہو جو جرمنی میں واقع ہو یا ان کے اداروں یا رسم و رواج کی ایسے انداز میں توہین کرے گا جس سے امن عامہ میں خلل پڑتا ہو تو اس کو بھی اسی طرح سزا دی جائے گی۔[4]

آسٹریا میں بلاسفیمی کا قانون اور سزائیں:

آسٹریا کے قانون کے مطابق اگر کوئی "بلاسفیمی" کے جرم کا مرتکب ہو تو اس کو چھ ماہ سے لے کر دس سال تک قید کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔[5]

چین میں بلاس فیمی کا قانون:

چین جو کہ ایک لادین ملک ہے اور مذہب کے لحاظ چین کی پالیسی انتہائی سخت ہے لیکن 1988ء میں چین ایک کتاب شائع ہوئی جس میں مسلمانوں کے جذبات کو بری طرح مجروح کیا گیا۔ جس کے خلاف مسلمانوں نے زبردست احتجاج کیا۔ جس کے نتیجے میں سیاسی رہنماؤں نے مسلمانوں سے مذاکرات کر کے باقاعدہ معافی اور مذکورہ کتاب کو جمع کر کے نہ صرف جلا دیا بلکہ اس پر پابندی بھی لگائی۔ چین نے ضبطگی کے اس فیصلے میں لکھا کہ یہ کتاب پلیکیشن کے

[1] The twentieth century encyclopedia page 361, The new encyclopedia Britannica V.2, page 276
[2] encyclopedia of religion and ethics V2, page 671
[3] توہین رسالت اعلیٰ عدالتی فیصلہ، ص:187
[4] encyclopedia of religion and ethics V2, page 671
[5] Daily newspaper Toranto star 13-05-1989، ہفت روزہ تکبیر، کراچی، 20-07-1989

QUALITATIVE RESEARCH JOURNAL FOR SOCIAL STUDIES
ISSN Online: 3006-4686, ISSN Print: 3006-4678
Volume No: 02 Issue No: 02 (2025)

قوانین اور مذہب کے بارے میں چینی حکومت کی پالیسی کے مخالف ہے۔

خلاصہ کلام:

الغرض معلوم ہوا کہ توہین رسالت کا مسئلہ نہ صرف یہ کہ الہامی مذاہب میں مذکور ہے بلکہ غیر الہامی مذاہب میں بھی مذکور ہے اور اسی طرح توہین رسالت پر سزائیں نہ صرف یہ کہ الہامی مذاہب خاص کر اسلام میں موجود ہیں بلکہ غیر الہامی مذاہب کے ساتھ ساتھ عیسائیت اور یہودیت میں بھی توہین خدا، توہین رسول، توہین رسالت یا دیگر مقدس ہستیوں اور مقدس مقامات کی توہین پر سزا بھی موجود ہے۔ لہٰذا مغربی دنیا کا یہ کہنا کہ یہ سزائیں صرف اسلام نے متعارف کرائیں ہیں، ایک جاہلانہ نظریہ ہے کیونکہ ان کے اپنے قوانین اس پر موجود ہیں کہ مذہب اور بانیان مذہب کو تحفظ حاصل ہونا چاہیے۔ اب اگر وہ آزادی رائے یا کسی دوسرے طریقے سے ان قوانین کو توڑنا چاہتے ہیں تو اس میں اسلام کا کوئی قصور نہ ہو گا۔ جب کہ اسلام اپنے اصولوں پر ہمیشہ سے کاربند ہے اور خدائی قانون ہے کہ اللہ کی بات کبھی تبدیل نہیں ہو سکتی۔

تجاویز و سفارشات:

1. اقوام متحدہ اور دیگر عالمی اداروں کو چاہیے کہ وہ مذاہب، خصوصاً انبیاء کرام کی توہین کو روکنے کے لیے واضح اور جامع ضوابط مرتب کریں تاکہ بین الاقوامی سطح پر مذہبی جذبات کا احترام یقینی بنایا جا سکے۔
2. بین الاقوامی قوانین میں آزادیِ اظہار کو مطلق قرار دینے کی بجائے اس کی حدود واضح کی جائیں، خصوصاً جب وہ مذہبی شخصیات کی توہین پر منتج ہو۔
3. اسلامی ممالک کو چاہیے کہ وہ او آئی سی یا کسی اور پلیٹ فارم کے ذریعے اقوام متحدہ پر دباؤ ڈالیں تاکہ انبیاء کرام کی حرمت کے تحفظ کے لیے باقاعدہ عالمی قانون سازی کی جائے۔
4. مذاہب کے مابین مکالمے، بین المذاہب ہم آہنگی، اور عالمی سطح پر مذہبی جذبات کے احترام کو فروغ دینے کے لیے تعلیمی و تربیتی اقدامات کیے جائیں۔
5. مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ مہذب انداز میں مغربی معاشروں کو نبی کریم ﷺ کی سیرت و تعلیمات سے روشناس کرائیں تاکہ توہین کے پسِ منظر میں موجود جہالت اور نفرت کا ازالہ ہو سکے۔